ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ - دسمبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس رضی اللہ عنہ قال: اقبلنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا کنا بظھر المدینۃ قال "آئبون، تائبون، عابدون، لربنا حامدون" فلم یزل یقول ذلک حتی قدمنا المدینۃ رواہ مسلم۔

ترجمہ! حضرت انس بن مالک رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم ایسی جگہ پر آئے، جہاں سے مدینہ ظاہر ہوتا ہے، تو آپؐ نے فرمایا، ہم (سفر سے) واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے اور عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں، آپ برابر یہی کلمات کہتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے (مسلم)

عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فرکع فیہ رکعتین متفق علیہ

ترجمہ! حضرت کعب بن مالک رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو مسجد کے ساتھ ابتدا کرتے اور پھر مسجد میں دو رکعت نفل پڑھتے (بخاری و مسلم)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا مع ذی محرم علیھا" (متفق علیہ)

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کے لئے یہ چیز حلال نہیں ہے، جو اللہ تعالٰے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، یہ کہ ایک دن اور ایک رات کے بقدر سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی ذی رحم محرم ہو (بخاری و مسلم)

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "لا یخلون رجل بامرأۃ الا ومعھا ذو محرم، ولا تسافر المرأۃ الا مع ذی محرم" فقال لہ رجل: یا رسول اللہ ان امرأتی خرجت حاجۃ وانی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا، قال "انطلق فحج مع امرأتک" (متفق علیہ)

ترجمہ! حضرت ابن عباس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا ذی رحم محرم ہو، اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر اپنے ذی رحم محرم کے ساتھ، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیوی حج کو جانے والی ہے، اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، کہ جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

باب فضل قراءۃ القرآن

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اقرؤا القرآن فانہ یأتی یوم القیامۃ شفیعا لاصحابہ، رواہ مسلم

ترجمہ! حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ قرآن کریم پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والے کے لئے شفیع بن کر آئے گا (مسلم)

عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: یؤتی یوم القیامۃ بالقرآن واھلہ الذین کانوا یعملون بہ فی الدنیا تقدمہ سورۃ البقرۃ وآل عمران، تحاجان عن صاحبھما" رواہ مسلم۔

ترجمہ! حضرت نواس بن سمعان رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے، کہ قیامت کے روز قرآن کو بھی طلب کیا جائے گا، اور ان قرآن والوں کو بھی، جو اس قرآن پر اس دنیا میں عمل کیا کرتے تھے۔ لیکن قرآن سے پیش پیش سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہوں گی اور یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جواب دہی کریں گی۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" رواہ البخاری۔

ترجمہ! حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ تم میں سے بہترین حضرات وہ ہیں۔ جنہوں نے قرآن کو سیکھا اور اس کو دوسروں کو سکھایا (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)

(ف) قرآن پڑھنے سے ہی نور ہدایت حاصل ہوتا ہے۔

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۲۰ دسمبر سنہ ۶۳ء ۳ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۳۰

۳۲

رشوت خوری

آج کل جس سمت نظر اٹھاؤ جس محکمے اور جس دفتر میں جاؤ حتیٰ کہ درس گاہوں اور رفاہی اداروں کی خاک چھان ڈالو آپ کو ہر طرف رشوت ہی رشوت دکھائی دے گی اور اس حرام خوری نے اس حد تک ترقی کر لی ہے کہ نہ تو رشوت دینے والے کو کوئی احساس ہوتا ہے اور نہ ہی رشوت لینے والے کو کسی قسم کا شرم و حجاب محسوس ہوتا ہے۔ عالم یہ ہو چکا ہے کہ رشوت منہ سے مانگ کر اور زور زبردستی لی جاتی ہے، بعض صورتوں میں دینے والے اصرار کر کے رشوت دیتے ہیں اور نتیجتاً متعلقہ کارندوں اور افسروں کے منہ کو حرام کی چاٹ لگ جاتی ہے اور وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ اس لعنت کو بخشش، انعام، سوغات اور ڈالی وغیرہ کے پرفریب ناموں سے تعبیر کر کے دوسروں کے حلق میں اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس طرح اسے فروغ حاصل ہوتا ہے غرض آوے کا آوا بگڑ چکا ہے اور گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، دینے والے اپنا حق محنت سمجھ کر طلب کرتے اور دینے والے اپنے کام کی انجام آوری پر خوش ہو کر دیتے ہیں اور حق اس تمام صورت حال میں سرپیٹ کر رہ جاتا ہے۔ حکومت آئے دن اعلان کرتی ہے کہ رشوت خوری کی روک تھام سختی سے کی جائے گی محکمہ انسداد رشوت ستانی باقاعدہ تنخواہیں وصول کر رہا ہے۔ مگر رشوت خوری کا سیلاب تھمنے میں نہیں آتا۔ قدم قدم پر رشوت، بات بات پر رشوت، اٹھتے بیٹھتے پر رشوت، کھانے پینے پر رشوت کا دور دورہ ہے اور بیشتر سرکاری اور عدالتی محکموں کا عملہ تو اس وقت تک بات سننا اور جواب دینا بھی گناہ عظیم تصور کرتا ہے کہ جب تک ان کو نقد نمائن کی زیارت نہ کرا دی جائے

اب ان حالات میں کیا کار پردازان مملکت کا فرض نہیں کہ وہ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے اور اس لعنت کو نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی موثر اقدام کریں ہمارے خیال میں اس کا واحد حل کتاب و سنت کے قوانین کا نفاذ، اسلامی معاشرہ کا قیام اور لوگوں کے دلوں میں خوف خدا کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ اس کے بغیر ملک کو اس لعنت سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔

ہمارے تجزیہ کے مطابق رشوت ستانی کا اصل باعث انسان کی فطری خود غرضی ہے جس کا علاج سوائے مذہب کے اور کوئی نہیں ہو سکتا ـــــ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر لوگوں کے قلوب خوف خدا سے خالی ہوں تو ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ زندگی سے وہ سب کچھ اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے نچوڑ لے۔ نتیجۃً خود غرضی کو فروغ ہوتا ہے اور لوگ معاشرہ میں اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح رشوت ستانی کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور رشوت لینے اور دینے والے سب اپنی اپنی جگہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ظاہر ہے رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا چونکہ دونوں جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے ضمیر میں حرام خوری کے باعث تاریکی محیط ہو جاتی ہے اور اس ظلمت میں احساس فرض، انسانیت اور جذبۂ ہمدردی کی روشنی ابھرنے کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا ـــــ چنانچہ اس صورت میں بہترین حل یہی ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق راشی اور مرتشی دونوں کو سخت سزا دی جائے اور معاشرہ میں احساس فرض اور خوف خدا کا جذبہ بیدار کیا جائے مگر دیکھا اکثر یہی گیا ہے کہ ملک میں معیار زندگی بلند کرنے کے لئے تو بہت سی تدابیر کی جاتی ہیں لیکن اخلاق کے معیار کو بلند کرنے اور لوگوں میں مذہبی روح پھونکنے کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک سے بدعنوانیوں کا خاتمہ نہیں ہوتا اور وہ روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قوم کی داخلی اصلاح، ذہنی تربیت اور کردار کی پاکیزگی کے بغیر معاشرہ سے کوئی بھی برائی ختم نہیں ہوگی۔ چہ جائیکہ رشوت ستانی جو ملازمین اور عوام کی رگ رگ میں سرائت کر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ کی اصلاح کی توفیق... ارزانی کرے اور حرام خوری کی ہوا سے بھی محفوظ رکھے (آمین)

ایک صلح کل موحد عالم کا وصال

مولانا داؤد غزنوی ایک سیاسی مذہبی راہنما تھے توحید پر قائم رہتے ہوئے کتاب و سنت کے پابند تھے اہلحدیث جماعت میں ان کے پایہ کا آج کوئی مفکر نہ ملتا تھا انہوں نے جماعت احرار میں امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ کے دوش بدوش برسوں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت سرانجام دی انگریز کے خلاف ہمیشہ اس کی حکومت میں سینہ سپر رہے اور وہ ایک نڈر اور بے باک مجاہد تھے

حضرت مولانا مرحوم اگرچہ ہمارے کلی مسلک سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ لیکن حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ان کی صلح کل پالیسی کے باعث ان کا بیحد احترام کرتے تھے۔ وہ غزنوی خاندان کی علمی یادگار تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی فروگزاشتوں کو معاف فرمائے اور انہیں جوار رحمت میں جگہ دے ہم مولاناؒ کی وفات حسرت آیات کے غم میں جماعت اہلحدیث کے ساتھ مولانا کے لئے دعاگو ہیں۔

جنازہ

حضرت مولانا داؤد غزنوی مرحوم کا جنازہ مورخہ ۱۷ دسمبر بروز منگل صبح دس بجے شیش محل روڈ لاہور سے اٹھایا جائیگا

مجلسِ ذکر ۱۲ دسمبر سنہ ۶۳ء ۲۵ رجب المرجب سنہ ۸۳ھ

اسراف کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

بزرگانِ محترم!

ہم سب اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنے کے لئے جمعرات کو یہاں اکٹھے ہوتے ہیں یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا باغ ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اس کے پھول اور پودے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس باغ کو سدا بہار رکھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ساری جماعت شرک وبدعت، نفاق اور دیگر امراض روحانی سے محفوظ رہے۔

الحمد للہ ہمارا یہ سلسلہ جو سندھ میں قطب الاقطاب حضرت مولانا ابوالحسن شاہ سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور بہاولپور میں خانپور کے قریب سید العارفین امام الاولیا حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری قدس سرہ العزیز کے توسط سے پھلا پھولا اور جس کی آبیاری ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خون جگر سے کی اب بھی باقی ہے۔ اور اس کے برگ وبار اقصائے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو تا قیام قیامت قائم رکھے اور ہمیں اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

دین پور شریف میں آج بھی حضرت اقدس دین پوری قدس سرہ العزیز کا فیض جاری ہے ان کے صاحبزادے حضرت میاں عبدالہادی صاحب مدظلہٗ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز اور حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنی یاد، عبادت اور مجاہدہ و ریاضت کی اس قدر توفیق عطا فرما رکھی ہے کہ دیکھ کر طبیعت خوش اور اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ مجاز صرف ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ کی روایت کے مطابق سیدی و مولائی استاذی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ بھی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ قادریہ میں مجاز تھے۔ بہرحال حضرت کا فیض جاری وساری ہے اور حضرت میاں عبدالہادی صاحب مدظلہٗ جانشینی کا حق ادا کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

میاں رشید احمد صاحب مدظلہٗ جنہوں نے آج ذکر کرایا یہ بھی حضرت دین پوری نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے اور حضرت میاں صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ اگرچہ مجاز نہیں مگر حضرت رحمۃ اللہ کے شیخ زادے ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے بزرگ اور محترم ہیں۔ ہم ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ ہمیں بھی دعاؤں میں شریک رکھیں۔

غرض کہنا یہ مقصود تھا کہ بحمد اللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا باغ ہرا بھرا ہے۔ وہ امانت جو انہوں نے حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی رحمہم اللہ تعالےٰ سے حاصل کی تھی وہ ہمیں سپرد کر کے اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ذکر اللہ کی مجالس کو آباد رکھیں اور من وعن یہ امانت آنے والی نسلوں کے سپرد کر کے دنیا سے رخصت ہوں۔ میں آپ حضرات کی خدمت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اکثر عرض کیا کرتا ہوں کہ گھروں کو قبرستان نہ بنایئے جا بجا یاد الٰہی کی مجالس قائم کیجئے اور دلوں کی سونی بستیوں کو اللہ کے ذکر سے آباد کیجئے کسی حالت میں اور کسی وقت یاد الٰہی کو ترک نہ فرمایئے۔ کتاب وسنت کی تعلیمات کو ہر وقت پیش نظر رکھئے اور اپنی زندگیوں کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگ کر دینا سے جا چاہیئے۔

اب شب معراج آ رہی ہے۔ لوگ اسے تہوار کے طور پر مناتے ہیں، حالانکہ مسلمانوں کے ہاں صرف دو تہوار ہیں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ، اس میں بھی ہندوؤں کی طرح نہ رنگ رلیوں کی اجازت ہے اور نہ غیر مذاہب کی طرح الّلے تلّلے کرنے کا اذن۔ بلکہ عبادت اور صرف عبادت کا حکم ہے۔ لیکن یہاں معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہم تمام دن اور رات لہو ولعب میں گزارتے اور اللہ کی ناراضگی کا سامان فراہم کرتے ہیں آتشبازیوں اور پٹاخوں کی صورت میں جہنم کا ایندھن خریدتے اور اپنے گرد اس کا الاؤ روشن کرتے ہیں۔

یاد رکھو! اللہ والوں کے لئے ہر رات اور دن تہوار ہے۔ وہ پھلجھڑیاں چھوڑنے کی بجائے عشق الٰہی کی آگ سے ہر گھڑی اپنے دلوں کو منور رکھتے ہیں — اور جن خوش نصیب حضرات کو جل شانہٗ نے نور بصیرت عطا کر رکھا ہے وہ ایک لمحہ بھی یاد الٰہی سے غفلت میں نہیں گزارتے۔ اسی لئے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ مقولہ "جو دم غافل سو دم کافر" اکثر دہرایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نماز کی قضا تو ادا ہو سکتی ہے مگر سانس کی قضا ادا نہیں ہو سکتی لیکن اس وقت دین سے ناواقفیت کی بنا پر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ یاد الٰہی کی بجائے لہو ولعب میں وقت صرف کرتے اور اسراف و تبذیر کی چکی میں پس رہتے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی کام اور ان کی کوئی تقریب اسراف اور غیر شرعی رسومات سے خالی نہیں۔ اور یہ تبذیر واسراف معاشرے میں اس حد تک جڑ پکڑ چکا ہے کہ کوئی شخص اس سے محفوظ نظر نہیں آتا۔ علماء وصوفیا، امراء و کار پردازانِ مملکت، عوام وخواص سب اس کا شکار ہیں — پارٹیوں میں اسراف، شادی بیاہ میں اسراف، ملکی و دینی تقریبات میں اسراف، کھانے پینے اور لباس میں اسراف، ہر جگہ اسراف ہی اسراف ہے، حالانکہ قرآن حکیم کا واضح ارشاد اس سلسلے میں موجود ہے کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دینِ حق کی سمجھ عطا فرمائے اور اسراف وتبذیر کی لعنت سے محفوظ رکھے۔

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے

خطبہ جمعۃ ۲۶ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۶۳ء

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد! قولہ تعالیٰ
سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ! وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بے شک وہ دیکھنے والا سننے والا ہے۔

بزرگان محترم!

لفظ معراج کا مادہ "عروج" سے ہے چونکہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں الفاظ "عُرِجَ بِیْ" استعمال فرمائے گئے ہیں۔ اس لئے لفظ معراج' اس واقعہ مبارکہ کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔ ویسے علماء کی اصطلاح میں مکہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو "اسراء" اور وہاں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیاحت کو "معراج" کہتے ہیں اور لبا اوقات دونوں سفروں کے مجموعہ کو ایک ہی لفظ "اسراء" یا معراج "سے تعبیر کر دیا جاتا ہے اور آیت مذکورہ بالا میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کا تذکرہ ہوا ہے اور سورۃ النجم میں سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے جانے کا بیان ہے

وَلَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ﴿ۙ۱۳﴾ عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ﴿۱۴﴾ عِنۡدَہَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ﴿ؕ۱۵﴾ اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ﴿ۙ۱۶﴾ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی ﴿۱۸﴾

ترجمہ! اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جبکہ اس سدرۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا (یعنی نور) نہ تو نظر بہکی نہ حد سے بڑھی بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

غرض یہ تمام سفر عام طور پر معراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس سفر کی غرض یہ تھی کہ حق تعالےٰ شانہٗ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان اور حکیمانہ انتظامات کے عجیب وغریب نمونے دکھلائے۔ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا، میں اسی طرف اشارہ ہے۔

غور طلب

آیت کے شروع میں کلمہ "سبحان" لایا گیا ہے جو تنزیہہ کے لئے آتا ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ کی ذات نقص وقصور اور ہر قسم کے ضعف وعجز سے پاک ہے جو بات ہمارے خیال میں بے انتہا عجیب معلوم ہو اور ہماری ناقص عقلیں بے حد مستبعد سمجھیں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی قدرت ومشیت کے سامنے وہ کچھ بھی مشکل نہیں۔ یہاں بھی شروع کلام میں "سبحان" کا لفظ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جس محیر العقول واقعہ کا ذکر ہونے والا ہے اور جن عجیب وغریب واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا اللہ کی قدرت اور طاقت ان کو ظہور میں لانے سے عاجز اور درماندہ نہیں۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے "کہا جاتا ہے کہ ایک شب میں اتنی لمبی مسافت زمین وآسمان کی کیسے طے ہو گی یا کرہ نار وزمہریر میں سے کیسے گزرے ہونگے یا اہل یورپ کے خیال کے موافق جب آسمانوں کا وجود ہی نہیں تو ایک آسمان سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر اس شان سے تشریف لے جانا جو روایات میں مذکور ہے کیسے قابل تسلیم ہو گا لیکن آج تک کوئی دلیل اس کی پیش نہیں کی گئی کہ آسمان واقع میں کوئی شے موجود نہیں اگر ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ نیلگونی چیز جو ہم کو نظر آتی ہے فی الحقیقت آسمان نہیں ہے تب بھی اس کا کیا ثبوت ہے اور اس نیلگونی رنگ کے اوپر آسمانوں کا وجود نہیں ہو سکتا۔ رہا ایک رات میں اتنا طویل سفر طے کرنا تو تمام حکماء تسلیم کرتے ہیں کہ سرعت حرکت کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ اب سے سو برس پیشتر تو کسی کو بھی یہ یقین نہیں آ سکتا تھا کہ تین سو میل فی گھنٹہ چلنے والی موٹر تیار ہو جائے گی۔ یا دس ہزار فٹ کی بلندی تک ہم ہوائی جہاز کے ذریعے پرواز کر سکیں گے "ریڈیم" اور قوت کہربائیہ" کے یہ کرشمے کس نے دیکھے تھے۔ کرۂ نار تو آج کل ایک لفظ بے معنی ہے۔ ہاں اوپر جا کر ہوا کی بحث ---- برودت وغیرہ کا مقابلہ کرنے والے آلات طیاروں میں لگا دیئے گئے جو اڑنے والوں کی زمہریر سے حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تو مخلوق کی بنائی ہوئی مشینوں کا حال تھا۔ خالق کی بلاواسطہ پیدا کی ہوئی مشینوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ زمین یا سورج چوبیس گھنٹہ میں کتنی مسافت طے کرتے ہیں، روشنی کی شعاع ایک منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے، بادل کی بجلی مشرق میں چمکتی اور مغرب میں گرتی ہے اور اس سرعت سیر وسفر میں پہاڑ بھی سامنے آ جائے تو پر کاہ کے برابر حقیقت نہیں سمجھتی جس خدا نے یہ چیزیں پیدا کیں کیا وہ قادر مطلق اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کلیں اور حفاظت وآسائش کے سامان نہ رکھ سکتا تھا۔ جن سے حضور بڑی راحت وتکریم کے ساتھ چشم زدن میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہو سکیں۔ شاید اسی لئے واقعہ "اسراء" کا بیان لفظ "سبحان الذی" سے شروع فرمایا تا جو لوگ کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالےٰ کی لامحدود قدرت کو اپنے وہم وتخمین کی چہار دیواری میں محصور کرنا چاہتے ہیں کچھ اپنی گستاخیوں اور عقلی نزکتازیوں پر شرمائیں

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن!

اب اس سلسلہ میں حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز کا تحریر کردہ مضمون ملاحظہ فرمایئے اسے تبرکاً اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ہدیہ قارئین کرام کیا جا رہا ہے۔

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصہ عبارات تفاسیر

خازن: وَالْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْہِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَمُعْظَمُ السَّلَفِ وَعَامَّۃُ الْخَلَفِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِیْنَ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِرُوْحِہٖ وَجَسَدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا وَلَفْظُ الْعَبْدِ عِبَارَۃٌ عَنْ مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَالْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَۃُ الَّتِیْ تَقَدَّمَتْ، قَبْلَ ھٰذَا الْفَصْلِ تَدُلُّ

عَلٰی حُجَّۃِ ھٰذَا الْقَوْلِ لِمَنْ طَالَعَھَا بَحْثَ عَنْھَا وَالصَّحِیْحُ مَا عَلَیْہِ جُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ (خازن جلد ثالث)

مَعَالِمُ التَّنْزِیْلِ - رُوِیَ عَنْ عَائِشَۃَ رض اَنَّھَا کَانَتْ تَقُوْلُ مَا فُقِدَ جَسَدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْرٰی بِرُوْحِہٖ وَ الْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّہٗ اَسْرٰی بِجَسَدِہٖ فِی الْیَقْظَۃِ وَتَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ الصَّحِیْحَۃُ عَلٰی ذٰلِکَ (معالم التنزیل)

بیضاوی : وَاخْتُلِفَ فِیْ اَنَّہٗ کَانَ فِی الْمَنَامِ اَوْ فِی الْیَقْظَۃِ بِرُوْحِہٖ اَوْ بِجَسَدِہٖ وَ الْاَکْثَرُ عَلٰی اَنَّہٗ اَسْرٰی بِجَسَدِہٖ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ عُرِجَ بِہٖ اِلَی السَّمٰوٰتِ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَلِذٰلِکَ تَعَجَّبَ قُرَیْشٌ وَاسْتَحَالُوْہُ (بیضاوی جلد اولے)

الحاصل

عبارات مفسرینؒ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جلشانہٗ وعزّ برہانہٗ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے انتہی اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بمشکل ایک فیصدی ہوگی اور اس مذہب کا منشا بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اسرار یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپ کو کرائی گئی ہے - ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوتی ہے - یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے - اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا - اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے - اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے -

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جزو ہیں - ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزا لطیفہ سے ہے اس حصہ کے نشو ونما کے لئے انہی اشیا کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہو اور دوسرا جزو انسان کی روح ہے

روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب ساخت اعضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آ گھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے - گویا زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مُردہ - بلکہ تمام اقوال وافعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے - جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ، بیکار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے - تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے - ان دونوں کی نسبت انجن اور سٹیم کی سی ہے - نقل و حرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا - سٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کام انجن سے لئے جاتے ہیں - یہی سٹیم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سالم انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پیما اڑنے لگ جاتا ہے -

بعینہ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے - جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے - اللہ تعالےٰ اسی کام کو اپنے کلمہ کن سے بے انتہا درجے تک لے جا سکتا ہے لہٰذا بالفرض انسان اگر لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اڑا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت میں انہی اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے زائد ...... مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم یعقلون ۝

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہوا

سال	حوالہ کتاب
۱- ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہوا -	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۲- ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہوا -	" " " "
۳- ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا -	" " " "
۴- ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا -	فتح الباری وعینی شرح بخاری
۵- ہجرت سے پہلے چودہ ماہ ہوا -	" " " "
۶- ہجرت سے پہلے پندرہ ماہ ہوا -	" " " "
۷- ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہوا -	" " " "
۸- ہجرت سے پہلے اٹھارہ ہوا -	" " " "
۹- ہجرت سے پہلے تین سال ہوا -	" " " "
۱۰- ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہوا	" " " "

معراج شریف کس مہینہ میں ہوا

نام ماہ	حوالہ کتاب
۱- شوال	فتح الباری وعینی شرح بخاری
۲- ذی الحجہ	" " " "
۳- ربیع الاوّل	" " " "
۴- ربیع الآخر	" " " "
۵- رجب	" " " "
۶- رمضان	" " " "

نتیجہ اختلاف

جو رسم ورواج حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے یا جن عبادات کو اس مبارک زمانے میں عملی جامہ پہنایا گیا آپؐ سے صحابہ کرامؓ نے سیکھے اور صحابہ کرامؓ سے ان کے شاگردوں نے سیکھے علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا - مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے - کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے لہٰذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاوّل یا شعبان میں رکھے جائیں لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکور سے یہ پتہ چلتا ہے - کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ میں یا صحابہؓ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا - جس میں خورد ونوش یا لباس وپوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا - کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا - جسے حضور سرور کائناتؐ (فداہ ابی وامی) کی اس عزت افزائی سے فرحت وسرور نہ ہو جو آپؐ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے - لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے - اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفہ معراج کے عنوان میں آئے گا - وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

خلافِ شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے دن کو حلوا پوری پکایا جاتا ہے رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں - رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں جن میں چراغ رکھ کر رات کو در و دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے - پنجابی میں اس رسم کو کول جلانا کہتے ہیں جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے - اُسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے - یہی وجہ ہے - کہ عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے - حالانکہ پہلی رسم کو عبادت سمجھنا بالکل فضول ہے - دوسری تیسری اور چوتھی میں تبذیر اور اسراف پایا جاتا ہے - جو شرعاً حرام ہے - اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا - فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا - کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا - ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اُس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل

باقی ص ۱۵

ارتکابِ گناہ اور توبہ

میاں غلام حسین، قلعہ گوجر سنگھ لاہور

تائب وہ ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھے اور جان لینے کے بعد فوراً توبہ کرے

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۞

(پ ۴ سورۃ النساء آیت ۱۸،۱۷)

ترجمہ: اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی وجہ سے برا کام کرتے ہیں اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اُس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

توبہ بے شک ایسی چیز ہے کہ زنا اور لواطت جیسے سنگین جرم بھی اس سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن اس کا بھی ضرور لحاظ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے توبہ کے قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اصل میں ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو ناواقفیت اور نادانی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کر لیتے ہیں۔ مگر جب اپنی خرابی پر متنبہ اور مطلع ہوتے ہیں تو جبھی نادم ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں سو ایسوں کی خطائیں اللہ ضرور معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اس کو معلوم ہے کہ کس نے نادانی سے گناہ کیا اور کس نے اخلاص سے توبہ کی اور حکمت والا ہے جس توبہ کا قبول کرنا موافق حکمت ہوتا ہے اُسے قبول فرما لیتا ہے۔

فائدہ

قید جہالت اور قید قریب سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص گناہ تو کرے نادانی سے اور تنبیہ کے بعد توبہ کر لے جلدی سے تو بقاعدۂ عدل و حکمت اس کی توبہ مقبول ہونی ضرور ہے اور جس نے جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ اللہ کی نافرمانی پر جرأت کی یا اطلاع کے بعد اس نے توبہ میں تاخیر کی اور پہلی ہی حالت پر قائم رہا تو بقاعدۂ عدل و انصاف اس کی خطا اصل میں معافی کے قابل نہیں ہے اس کا قبول کر لینا محض اللہ کا فضل ہے کہ اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ ان دونوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے یہ اس کا احسان ہے مگر ذمہ داری صرف اول صورت میں ہے باقی میں نہیں ——

جو لوگ برابر گناہ کئے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب موت نظر آ گئی تو کہنے لگے کہ اب توبہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی توبہ قبول ہوگی جو کفر پر مر گئے اور اس کے بعد عذاب اُخروی کو دیکھ کر توبہ کریں تو ان کے لئے عذاب تیار ہے۔

انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ نبی سے گناہ کا سرزد ہونا تو درکنار، گناہ کا خیال بھی اس کے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ نبی نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتا ہے اور نبوت کے بعد بھی معصوم ہوتا ہے ولی محفوظ ہوتا ہے معصوم نہیں ہوتا۔ کوئی انسان بزرگ سے بزرگ بھی خطا و نسیان عصیان سے محفوظ نہیں۔ ہر وقت خواہشات اور شہوات کا انسان پر تسلط ہے، حسد، کبر بغض، ریا اور خود پسندی اس کی فطرت میں ہے۔ اس لئے ساری عمر اس کا گناہوں سے بچے رہنا اور اخلاص سے اپنے مالک کی اطاعت میں لگے رہنا ناممکن ہے۔ پیدائش سے لے کر آخر تک گناہوں سے پاک رہنا یہ فرشتوں کا کام ہے۔ غفلت انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ اور غفلت کا نتیجہ گناہ کی شکل میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ شیطان آخری دم تک انسان کو برائی کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔ اور نیکی سے روکتا رہتا ہے لیکن اگر بھول کر انسان سے گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے معافی کا اعلان کر دیا معصیت اور لغزش کے بعد توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اگر انسان اپنے گناہ پر دل سے نادم ہو تو اس داغ کو دھلتے بھی دیر نہیں لگتی۔ ہر انسان حسب حال و مرتبہ گناہ یا چوک سے خالی نہیں اسی لئے ہر ایک کے لئے لازم ہے کہ صبح و شام توبہ کرتا رہے اور استغفار کا ورد کرتا رہے تاکہ گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ (سورۃ النور آیت ۳۱)

ترجمہ: اے ایمان والو سب کے سب اللہ کے روبرو توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

توبہ ہر شخص پر واجب ہے۔ لیکن جس توبہ کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کرتا ہے وہ دو باتوں پر مبنی ہے۔ اوّل یہ کہ گناہ جہالت اور نادانی سے ہوا ہو اور انسان کو اس گناہ کے گناہ ہونے کا علم نہ ہو۔

دوسرا یہ کہ عنقریب یعنی موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے ان دو شرطوں پر توبہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ در حقیقت اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے مگر اس نے اپنے فضل سے یہ وعدہ کر لیا ہے لیکن جو لوگ دیدہ و دانستہ گناہ کرتے ہیں ان کی توبہ کا قبول کرنا ضروری نہیں ——— دو شخصوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی ایک جو علامات موت کے ظاہر ہونے پر توبہ کرے دوسرا کافر جو موت کے وقت ایمان لے آئے اور توبہ کرے جس طرح فرعون نے بحیرۂ قلزم میں غرق ہونے پر کیا تھا۔ جب تک عالم آخرت انسان پر منکشف نہیں ہوتا اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے جب وہ عالم سامنے آ گیا تو گویا انسان عدالت میں حاضر ہو گیا اب عذر کا وقت نہیں اب مقدمہ پیش ہوگا اور بیانات قلمبند کرنے کے بعد سزا کا حکم ہوگا۔ عدالت میں پیشی سے پہلے اگر کوئی عذر کرتا تو شاید فائدہ ہو جاتا۔ موت کا وقت سخت نازک ہے وہ توبہ کے ذریعہ تحصیل نسبت سے مقامات اور تکمیل درجات

کا وقت تھوڑا ہی ہے کہ اسی وقت کام شروع کیا اور اسی وقت پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ خلاف عادت حق تعالٰے جو چاہیں کریں ان کو کوئی روک نہیں سکتا ....

.... جب کارواں منزل تک پہنچ چکا ہو اور ہمت اور قوت جواب دے چکی ہو تو اس وقت کی توبہ بے معنی ہوتی ہے کیونکہ گنہگار سے گنہگار انسان بھی اس وقت عاجز ہوتا ہے۔ اور خبیر وبشیر کی تمیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ہر گناہ (بجز شرک کے) بارگاہِ عفو میں قابل بخشش ہے ضرورت صرف اقدامِ توبہ (کی ہے)

وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

ترجمہ: جو کوئی گناہ کرے یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو پائے اللہ کو بخشنے والا مہربان۔

گناہ کیسا بھی ہو اس کا علاج توبہ اور استغفار ہے توبہ کے بعد اللہ تعالٰے معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو توبہ نہ کرے گا تو اللہ تعالٰے کی بخشش اور اس کی رحمت سے محروم رہے گا۔ گناہوں میں ڈوبے ہوئے انسان کے لئے اللہ تعالٰے کا یہ ارشاد کتنا امید افزا اور گرتے ہوئے کو سہارا دینے والا ہے اگر گناہ سرزد ہو جائے تو جواب دعویٰ پیش کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے فوراً رحم کی درخواست کر دینی چاہیئے جب ملائکہ کو حکم ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو سب اللہ تعالٰے کے حکم کی تعمیل میں سربسجود ہو گئے لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور دلائل سے اپنے قصور کو چھپانا چاہا لیکن احکم الحاکمین کے سامنے دلائل کیا کام دے سکتے تھے۔ ہمیشہ کے لئے ملعون اور راندۂ درگاہ ہو گیا جب آدم علیہ السلام سے بھول ہو گئی تو انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور فوراً یہ کہہ کر معافی مانگ لی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ۝

نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالٰے نے معافی دے دی اور خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر دنیا میں بھیجا یا گناہ سرزد ہونے کے بعد جب انسان اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اس کی ندامت آنسوؤں کی شکل میں ظاہر ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالٰے کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور اس کے گناہوں کو موتیوں کے بدلے میں تولا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جس کو اللہ تعالٰے نے پشیمان پایا ہو اور اس کو نہ بخشا ہو۔ پیشتر اس کے کہ اس نے بخشش مانگی ہو۔ ندامت وپشیمانی خود توبہ ہے۔ اللہ تعالٰے کا دستِ کرم ہر اس شخص کے لئے کشادہ ہے جس نے دن کو گناہ کیا اور رات ہونے تک توبہ کر لی۔ اور جس نے رات کو گناہ کیا اور سورج نکلنے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالٰے اپنے بندہ کی توبہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے پہلے قبول کر لیتا ہے بندہ جتنی دفعہ بھی گناہ کرے اور پھر معافی مانگ لے تو اللہ تعالٰے معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ توبہ دل سے ہو نہ صرف معاف کر دیتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

کے مطابق انسان ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ حق تعالٰی اس کے گناہ ان فرشتوں کو بھی بھلا دیتا ہے جنہوں نے وہ گناہ لکھے تھے اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بھی بھلا دیتا ہے۔ جن سے وہ گناہ سرزد ہوئے تھے اور اس جگہ کو بھی بھلا دیتا ہے جہاں وہ گناہ وقوع میں آئے تھے تاکہ جب اللہ کے روبرو پہنچے تو کوئی گواہ قائم نہ رہے۔ توبہ گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتی ہے۔ جس طرح بارش گرد آلود مطلع کو صاف کر دیتی ہے

اللہ تعالٰے بڑا رحیم وکریم ہے اور اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن خلقت کا حساب کون لے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے، اعرابی نے کہا اللہ تعالٰے بذات خود۔ آپ نے فرمایا ہاں تو وہ اعرابی ہنس پڑا آپ نے فرمایا اے اعرابی تو ہنسا کیوں؟ اس نے عرض کیا کہ کریم جب قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیا کرتا ہے اور جب حساب کرتا ہے تو درگزر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا کیونکہ اللہ تعالٰے سے زیادہ کریم کوئی نہیں کسی نے شاعرانہ انداز میں کیا اچھا کہا ہے

رحمت ہے تیری میرے گناہوں کو ناز ہے

توبہ کے شرائط اور اس کی مقبولیت

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے۔

يٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۸)

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل سے۔

صاف دل کی توبہ یہ ہے کہ دل میں پھر اس گناہ کا خیال تک نہ رہے اگر توبہ کے بعد انہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی توبہ کی قبولیت کے لئے ان شرائط کا مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر پشیمانی
(۲) گناہ سے فوری دست برداری
(۳) آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ

صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ گناہ خدا اور بندہ کے درمیان حجاب کا سبب ہے اور توبہ حجاب کے دور کرنے کا ذریعہ ہے جب انسان ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ جم جاتا ہے۔ پھر اور گناہ کرتا ہے تو پھر سارے دل پر سیاہی پھیل جاتی ہے جب انسان توبہ کرتا ہے تو یہ ندامت اس سیاہی کو دور کر دیتی ہے اور دل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اگر گناہوں پر اصرار کیا جائے تو سیاہی تہ بہ تہ چڑھ جاتی ہے اور اس کا صاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور ایسا دل پھر توبہ کر ہی نہیں سکتا۔ جس طرح میلا کپڑا صابون لگا کر دھونے سے صاف ہو جاتا ہے اسی طرح دل بھی طاعت کے انوار کے ساتھ گناہوں کی سیاہی سے صاف ہو جاتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر برائی کے پیچھے نیکی کیا کرو تاکہ وہ نیکی اس برائی کو مٹا دے۔

رحمتِ حق کی پردہ پوشی

انسان خواہ کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان وعمل صالح کا راستہ اختیار کرلے اور اس پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے ہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں ہے۔ اگر انسان دن میں ۷۰ دفعہ بھی گناہ کرے اللہ تعالٰے کبھی ناراض نہیں ہوتا بشرطیکہ توبہ کر کے انسان معافی مانگ لے دنیا کی حکومتیں جب کسی مجرم کو گرفتار کرتی ہیں تو پھر اس کو عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور جھوٹی سچی گواہیوں سے جرم ثابت کر کے مجرم کو سخت سے سخت .. سزا دی جاتی ہے لیکن خدا کا قانون اس سے بالکل مختلف ہے دنیا کا قانون پکڑنے اور سزا دینے کے لئے حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے اور رحیم وکریم کا قانون

معاف کر دینے کے حیلے کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ گنہگار اپنی زبان سے یہ کہدے کہ تقصیر ہو گئی۔ انسان جب عجز و انکساری کا سرمایہ لے کر بارگاہِ ایزدی میں پیش ہوتا ہے اس کا کاسہ کبھی خالی نہیں رہتا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور معاف کر دیا جاتا ہے۔ معافی کے بعد پھر کبھی اس گناہ کا طعنہ نہیں دیا جاتا ۱۰۰ بار بھی انسان آئے تو دھتکارا نہیں جاتا۔

عاصی کو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے اور مطیع کو اپنی اطاعت پر ناز نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت جب جوش میں آتی ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بخش دیتی ہے۔ رحمت حق بہانہ مے جوید۔ ایک مسخرہ لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا جب مرنے کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ غسل و کفن کے بعد میری ڈاڑھی پر باریک آٹا چھڑک دینا لوگ کہنے لگے کہ مر کر بھی لوگوں کو ہنسائے گا کہنے لگا تمہیں کیا تم میری وصیت پوری کر دینا۔ وصیت پوری کر دی گئی جب قبر میں رکھا گیا تو کسی کو مکشوف ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے منکر و نکیر کو حکم دیا کہ تین سوالوں کے بعد اس سے یہ بھی پوچھنا کہ ڈاڑھی پر آٹا کیوں چھڑکا، جب منکر و نکیر نے پوچھا کہ ڈاڑھی پر آٹا کیوں چھڑکا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے سنا تھا کہ اللہ تعالےٰ بوڑھے مسلمان سے شرماتا ہے۔ عمل میرے پاس کچھ تھے نہیں آرزو تھی کہ بوڑھا ہو کر مروں لیکن جوانی ہی میں موت آ گئی اس لئے بوڑھے کی شکل بنالی۔ شاید اس طرح رحمت ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ہم نے اس کو بخش دیا۔

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی رحمت وہ کرشمے دکھائے گی کہ بے گناہ بھی گنہگاروں کی صفوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں گے تاکہ اس کی رحمت سے کچھ مزید حصہ حاصل کر سکیں۔

کانپور میں ایک شخص رہتا تھا جس میں دنیا کے سارے عیوب تھے جب اس کو کوئی روکتا ٹوکتا تو وہ کہتا کہ تمہیں کیا میں جانوں اور میرا خدا۔ واقعی ہر مسلمان کا معاملہ خدا کے ساتھ الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک دن دفعتاً اس کے دل میں ندامت کا اضطراب پیدا ہوا اور اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ ہائے میرا کیا حال ہوگا یہ کہنا تھا کہ آنسو جاری ہو گئے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ نماز کے وقت نماز پڑھ لیتا اور باقی وقت روتا رہتا آخر روتے روتے تیسرے روز کلیجہ پھٹ گیا اور مر گیا۔ کیا یہ شہید اکبر نہ ہوا تو کیا ہوا۔ بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی حقیر نہ خیال کرو رحمت حق پردہ پوشی کرنا چاہے اور اپنی آغوش میں لینا چاہے تو دیر نہیں لگتی ؎

نومید مباش کہ رندانِ بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

ندامت کے آنسو بڑے قیمتی موتی ہیں

اللہ کی یاد اور گناہوں کے فکر میں رونا کیمیا ہے۔ جن کو خدا کی یاد میں رونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کے نزدیک ان کی بڑی قدر ہے خوش قسمت ہے وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے تر ہو جائے گنہگار جب سر جھکاتا ہے۔ اور آنسو گراتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آتا ہے اور ندامت کے آنسو اس کے دریائے رحمت میں بخشش کے موتی بن جاتے ہیں۔ جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرے پر گرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس چہرے کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ اللہ کے خوف سے نکلا ہوا آنسو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی قطرہ قطرۂ اشک سے زیادہ خدا کو محبوب نہیں جو خدا کے خوف سے گرے یا خون کا قطرہ جو راہِ خدا میں گرے۔

حقیقی توبہ بھی اپنے ساتھ کچھ حقیقت رکھتی ہے جیسے بارش سے پہلے بجلی کڑکتی ہے بادل گرجتے ہیں اسی طرح صاف دل سے توبہ کرنے والے پر توبہ کرنے سے پہلے گریہ طاری ہوتا ہے چلاتا ہے اور شور کرتا ہے تو غضب الٰہی کی آگ توبہ کی بارش سے بجھ جاتی ہے۔ بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج میں جو بارش ہوتی ہے اس سے کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں اور باغ ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ گناہوں کے جن دفتروں کو سات سمندروں کے پانی بھی نہیں دھو سکتے وہ ندامت کے چند آنسوؤں سے جو گنہگار کی آنکھ سے نکلتے ہیں دھل جاتے ہیں۔

طریق کار

طلق بن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے بڑے حقوق ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو اس کے حقوق ادا کر سکے آدمی کو چاہیئے کہ صبح کو اٹھے تو توبہ کرتا اٹھے اور جب شام کو سوئے تو توبہ کرتا ہوا سوئے

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ پیشتر اس کے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے تم اپنے اعمال کا خود وزن کر لو۔ گناہ خواہ کتنا ہی صغیرہ ہو۔ اس کو ہلکا نہیں خیال کرنا چاہیئے گناہ کو ہلکا خیال کرنا ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اگر آدمی اپنے ہر گناہ پر کسی کمرے میں ایک پتھر کا چھوٹا سا ٹکڑا ڈالتا جائے تو تھوڑے ہی عرصے میں سارا گھر پتھروں سے بھر جائے گا انسان اگر کبھی غفلت کے ساتھ چند بار اللہ کا نام لیتا ہے تو اس کے ساتھ مقابلہ کر کے یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ دن میں گناہ کتنے کئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ سونے سے پہلے اپنے گناہوں کا جائزہ لے، ان پر ندامت اور معذرت کا اظہار کرے توبہ کرے اور اللہ تعالےٰ سے سچے دل سے معافی مانگے۔ توبہ کے لئے ہر گناہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ خدایا میں ہر اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! تو مجھ سے میرے گناہوں کو زیادہ جانتا ہے تو درگذر فرما۔ قرآن مجید میں جن گناہوں پر وعید آئی ہے۔ ان میں غور کرے اور سوچے۔ اس سے گناہ پر دل میں سوزش پیدا ہوگی اور یہی توبہ ہے۔

نقد و نظر

(م ح بخاری)

"شرائط نبوت"

مرتبہ:۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ
صفحات ۳۲ ہدیہ ۱۰ پیسے
بذریعہ ڈاک ستر پیسے

مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لاہور نے مندرجہ بالا رسالہ شائع کیا ہے اس میں دلائل و براہین سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت کے تفویض ہونے کی کیا شرائط ہیں اور مدعیان نبوت باطلہ کسطرح یکسر ان سے قاصر رہتے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نہ صرف خالصتاً غیر سیاسی جماعت ہے بلکہ تفریق بین المسلمین کی فروعات سے بھی اجتناب کرتی ہے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تحفظ کے لئے دن رات کوشاں ہے اس جماعت نے مبلغین کی جماعت مقرر کر رکھی ہے جو ملک کے طول و عرض میں پہنچ کر کلمۃ اعلائے حق کی تبلیغ کرتی ہے۔ خواندہ حضرات کے لئے متعدد کتابچے اور دیگر لٹریچر زیر اشاعت ہے جس سلسلہ کا پہلا رسالہ اس وقت ہمارے زیر نظر ہے رسالہ کا ہدیہ نہایت معمولی ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسے رسائل کی اشاعت کثیر از کثیر تعداد میں ہو۔ اہل ثروت حضرات سے درخواست ہے کہ زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں تاکہ عامۃ الناس اس ضرورت دینی سے مستفید ہو سکیں۔

(ملنے کا پتہ)
— دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت —
دہلی گیٹ لاہور

مرتبہ ۔ خدا بخش اچھرہ لاہور

یادگارِ اسلاف

سوانح عمری امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی

ولادت اور خاندان

پنجاب سے سکھوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی، مہاراجہ دلیپ سنگھ کو پنجاب ہی سے نہیں بلکہ ہند سے باہر، دور انگلستان بھیج دیا گیا تھا تمام سکھ گھرانوں پر غم کے بادل چھا گئے۔ اس لحاظ سے تو سال ۱۲۸۹ھ ہجری محرم کے مہینے کی ۱۲ تاریخ تھی، لیکن ہند میں ایک انقلابی تحریک کے ایک خاص دور کی ابتداء کرنے کے لئے گویا موسم بہار کا آغاز تھا۔ یعنی سال ۱۸۷۲ء مارچ کی ۱۰ تاریخ تھی جمعہ کے مبارک دن کی پو پھٹنے والی تھی۔ کہ چیانوالی گاؤں، پولیس تھانہ ستراہ، ضلع سیالکوٹ کے غمگین سکھ گھرانے میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بوٹا سنگھ رکھا گیا۔ حکومت تو جا ہی چکی تھی پیدائش سے چار مہینے پہلے باپ سردار رام سنگھ بھی فوت ہو گئے تھے ہاں دادا جیست رائے، گلاب رائے کے بیٹے، زندہ تھے۔ نانا ایک کٹر سکھ تھا۔ چنانچہ رام سنگھ کو جو پہلے سناتن دھرم کے پیرو تھے سمجھایا کہ کئی بتوں کا خوف دل سے نکال دو۔ اور ایک اکال پرکھ (خدا) کو مانو اس سے اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو گے وہ اس بات کو سمجھ گئے اور اپنا نام رام رائے کے بجائے رام سنگھ رکھوا لیا

حکومت کا خیال

بوٹا سنگھ کو پیدا ہوئے دو ہی سال گزرے تھے کہ دادا بھی چل بسے۔ ماں اس نونہال کو اس کے ننھیال لے آئی، دو بیٹیاں بیاہی ہوئی تھیں کبھی کبھی ان سے ملنے کے لئے سیالکوٹ میں بھی چلی جاتی، جب نانا بھی فوت ہو گئے، تو جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں دونوں ماں بیٹا چلے گئے وہاں دو ماموں پٹواری بھی تھے۔ بڑے کا نام بڑھا سنگھ چھوٹے کا نام لدھا سنگھ تھا۔ بڑھا سنگھ کا بیٹا برادر منگل سنگھ ملازمت سے ریٹائر ہو کر راوی روڈ لاہور میں مقیم ہو گیا دونوں خاندان کے بعض افراد جہاں سرکاری ملازمت اختیار کر چکے تھے وہاں بعض پیشہ زرگری میں مصروف تھے اور بعض ساہوکارہ بھی کرتے تھے حکومت میں داخل ہونے کی وجہ سے حکومت کرنے کا خیال ذہنوں میں خوب سما گیا تھا۔ چنانچہ شکست کھانے کے بعد بھی اس خیال میں محو تھے کہ پنجاب کی حکومت دوبارہ حاصل کر کے سکھ ہی حاکم ہوں۔ چنانچہ ذہنی غلامی کو ابھی پاس نہیں بھٹکنے دیتے تھے۔ اور ذلت کے خیالات سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ فوجی سکھ کسی دوسرے سکھ ملازم سے ملتا تو انگریز حکومت کی کوئی وقعت ہی نہ سمجھتا وہ اپنی ہی حکومت سمجھتا۔ سکھ سپاہی اپنے سکھ پٹواری کے گھر کی ہر چیز کو اپنی ملکیت سمجھتا اور اسی طرح پٹواری سکھ اپنے سکھ سپاہی کی طاقت کو اپنی طاقت خیال کرتا، چنانچہ چھوٹے ماموں بھی کہا کرتے کہ یہ انگریز کیا ہیں زمینداروں کے پاس جو روپیہ ہوتا ہے وہ تو ہم اینٹھ لیتے ہیں چنانچہ ان کی فضول خرچی حد سے زیادہ تھی جس کی وجہ سے یہ امیر گھرانا کبھی کبھی تکلیف میں مبتلا بھی ہو جاتا

بڑے ماموں کا یہ قصہ تھا کہ ایک دفعہ سفر کر رہے ہیں۔ ڈیرہ غازیخان سے نمک لے جانے کی ممانعت تھی، چوکی پر تلاشی کے لئے کہا گیا۔ بڑی خفگی میں سارا سامان نیچے پھینک دیا اور کہا لے لو۔ رات کا وقت تھا۔ تلاشی لینے والا چپ چاپ واپس چلا گیا

ان دنوں لاہور سے ہفتہ وار اخبار آفتاب نکلتا تھا۔ اس میں پڑھا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو پنجاب واپس آنے کی اجازت مل گئی ہے اس گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔ گویا عید آ گئی۔ ہفتہ بھر خوشی منائی۔ دوسرے ہفتے خبر آئی کہ مہاراجہ کو عدن سے واپس کر دیا ہے۔ گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ سب غمگین نظر آنے لگے۔

مدرسہ میں داخلہ

ان حالات اور ان خیالات میں پرورش پانے والا بوٹا سنگھ ۱۸۷۸ء میں جام پور کے ورنیکلر مڈل سکول میں داخل کیا گیا چھ (۶) سال کی عمر تھی لیکن ذہن میں یہی سمائی ہوئی کہ پنجاب ہمارا ملک ہے انگریز کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ہمارے مقابلے میں ہر قوم ہیچ ہے۔ سکول کا کوئی طالب علم اسے گالی نہیں دے سکتا تھا۔ ویسے وہ سب کا دوست تھا

ایک دن کا ذکر ہے کہ سکول میں ماسٹر صاحب صبح حاضری لے رہے تھے کہ بوٹا سنگھ کے ماموں آ نکلے، ماسٹر نے لڑکے کا نام ادھورا پکارا۔ ماموں نے واپس گھر پہنچتے ہی ماسٹر صاحب کے حاضری لینے کے طریق کے خلاف انسپکٹر مدارس کو چٹھی لکھی کہ کیا ہم اپنے بچوں کو اس لئے سکول بھیجتے ہیں کہ ان کی بے عزتی کی جائے اور انہیں ذلیل سمجھا جائے۔ انسپکٹر نے ہیڈ ماسٹر کو لکھا۔ ہیڈ ماسٹر نے ماسٹر صاحب کو فہمائش کی اور انہوں نے بوٹا سنگھ سے معذرت کی۔

اس ہونہار بچے میں خاص بات یہ تھی کہ وہ اپنے بزرگ مردوں کا حکم پوری طرح مانتا ہیڈ ماسٹر یا ماموں جو کام کہتے اسے کر کے آتا۔ ماموں اسے تب ہی [illegible] کسی کام کو کہتے جب یہ ڈر ہوتا کہ یہ کام کوئی نوکر نہ کر سکے گا بلکہ بگاڑ دے گا۔ ہیڈ ماسٹر کو علم تھا بلکہ یقین تھا کہ یہ بچہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا چنانچہ اس کی گواہی کو ہمیشہ قابل اعتبار سمجھتا۔ عورتوں میں سے صرف ماں کے حکم کی پوری تعمیل کرتا دوسری کسی عورت کو کبھی جرأت نہ ہوتی کہ اس سے کسی بات کے متعلق باز پرس کرتی

رجحانِ طبع

مدرسہ میں ریاضی کے مضمون سے اول درجہ پر دلچسپی تھی، چنانچہ کسی سوال کو حل کئے بغیر نہ چھوڑتا، اگر بعض اوقات ایک سوال کو حل کرنے میں کافی دیر لگتی۔ لیکن جب تک وہ حل نہ ہوتا طبیعت کو اطمینان حاصل نہ ہوتا۔ اردو اور پنجابی میں قصے کہانیوں کی کتابیں بھی گھر میں آتی رہتیں، ان کے پڑھنے سے دوسرے درجے پر تاریخ سے اُنس ہو گیا۔ چنانچہ ریاضی اور تاریخ سے طبیعت کو زیادہ لگاؤ بڑھتا گیا اور چوٹی کے طلباء میں شمار ہونے لگا۔ دو سال کے لئے ضلع سیالکوٹ میں جانا پڑا چنانچہ ایک سال یونہی ضائع ہو گیا۔ واپس آکر چھٹی جماعت سے ساتویں میں ترقی پائی۔ گھر میں بڑے ماموں جس قدر مذہب کے شیدا تھے چھوٹے اس قدر مذہب سے آزاد تھے دونوں کی صحبت کا اثر اس بچے پر پڑتا تھا۔ نہ زیادہ پابندی نہ بالکل بے رغبتی۔ بڑا مذہبی

جلسوں میں لے جاتا اور چھوٹا تفریحی محفلوں میں بٹھاتا ـــ

اسلام کا مطالعہ

۱۸۸۴ء میں مدرسہ کے ایک آریہ سماجی طالب علم نے تحفۃ الہند کتاب دکھائی بوٹا سنگھ نے اس کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا۔ اپنے مذہب کا اندھا دھند پیرو تو تھا نہیں اس کتاب کی صحیح باتیں ذہن میں بیٹھ کر دل میں اترتی گئیں۔ جب اس حصہ پر پہنچا جس میں نو مسلموں کا ذکر ہے تو پھڑک اٹھا اور تڑپ اٹھا پاس ہی کوٹلاں مغلاں میں پرائمری سکول تھا اس کے چند ہندو طالب علم دوست بن گئے وہ بھی تحفۃ الہند پڑھتے اور اس کی تعریف کرتے۔ ان کے ذریعہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب تقویۃ الایمان مل گئی اسے پڑھا تو اسلامی توحید اور ہر ایک شرک میں نمایاں فرق سمجھ میں آنے لگا۔ مولانا شہید سے ذاتی محبت رکھنے لگے۔ اس کے بعد پنجابی میں مولوی محمد صاحبؒ لکھوی کی کتاب احوال الآخرۃ ایک دوست سے ملی اُسے پڑھا اور بار بار پڑھا، انہی دنوں نماز بھی سیکھ لی۔ تحفۃ الہند اور اس کتاب نے آنکھیں کھول دیں، نہیں نہیں آنکھیں تو پہلے ہی کھلی تھیں۔ ان دونوں کتابوں نے انہیں حقیقت بین بنا دیا۔ پہلے پنجاب میں سکھ حکومت کے قائم کرنے کا سودا دماغ میں سمایا ہوا تھا۔ اب ساری دنیا میں اسلام کی انصاف بھری حکومت کے دوبارہ قیام کی فکر دامنگیر ہوئی۔ پہلی حالت میں اپنے آپ کو کوئیں کا مینڈک جانتا۔ اگرچہ پنجاب کا نہنگ تھا لیکن اب اپنے آپ کو نہنگ بحر و بر سمجھنے لگا۔ چنانچہ خوب غلطاں و پیچاں ہوا۔

وجہ تسمیہ

ترقی کرنے والے انقلابی ذہن کی پہچان ہی یہی ہے کہ وہ ہر صحیح بات کو فوراً قبول کرتا جائے اور غلط بات کو چھوڑتا جائے خواہ وہ دل و دماغ میں کتنی ہی پختہ ہو چکی ہو۔ بوٹا سنگھ نے خیال کیا کہ جس کتاب نے سب سے پہلے میرے دماغ میں انقلاب پیدا کیا اس کے مصنف کے نام پر اپنا نام کیوں نہ رکھ لوں چنانچہ اس کے نام پر اپنا نام عبید اللہ تجویز کیا اس وقت اسے علم نہ تھا کہ وہ ایک وقت ولی اللہی انقلابی تحریک کے تیسرے دور کا امام ہوگا

ترک وطن

سولہ برس کی عمر میں آٹھویں جماعت کے امتحان میں شریک ہونے والا تھا اس کا خیال تھا کہ آئندہ سال جب ہائی سکول سے جاؤں گا تو اپنے اسلام کا اظہار کروں گا۔ لیکن جب غلط سمجھ کا پردہ آنکھوں سے اٹھ جاتا ہے تو ایک سچے انقلابی کے لئے طبیعت اور رسم کے پردوں کو چاک کرنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ چنانچہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ۱۵ اگست ۱۸۸۷ء مطابق ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ جمعہ کے دن سورج گرہن تھا، عزیز و اقارب کی محبت کو اسلام پر قربان کیا۔ اور صرف خدا پر بھروسہ کر کے گھر سے نکلا۔ کوٹلاں مغلاں کا ایک رفیق... عبد القادر عربی مدرسے کے ایک طالب علم کے ہمراہ "کوٹلہ رحم شاہ" ضلع مظفر گڑھ میں پہنچا وہاں ایک سید صاحب کے مہمان ٹھہرے۔

انسانیت کے وسیع مذہب کو قبول کیا خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا بوٹا سنگھ سے عبید اللہ نام ہوا اور تحریر میں حضرت سلمان فارسی کی پیروی کرتے ہوئے عبید اللہ بن سلام لکھنا شروع کیا عربی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی، ایک سال تو بہت معمولی استادوں سے صرف و نحو پڑھنے میں صرف کیا یہ استاد مسائل پر غور کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوتا طالب علم کو وہی یاد کرانا اپنا مقصد سمجھتے تھے آپ تھوڑی دیر میں یاد کر کے سنا دیتے تھے لیکن استاد مجبور کرتے کہ اس یاد کئے ہوئے سبق کو سو دفعہ دہراؤ آپ ان کا حکم تو مانتے لیکن اس طریقے سے دل میں نفرت پیدا ہوتی گئی۔ ماں کی ممتا نے جوش مارا اور رشتہ داروں کو تلاش میں روانہ کیا۔

سندھ میں داخلہ

رشتہ داروں کے تعاقب کی خبر پا کر سندھ کا رُخ کیا۔ راستے میں اس طالب علم سے عربی صرف کی کتابیں پڑھتے رہے۔ جس طرح ابتداء میں خدا نے اپنی خاص رحمت سے اسلام کے سمجھنے میں آسانی پیدا کر دی تھی اسی طرح کی خاص رحمت نے جو رہنمائی کی تو چلتے چلتے سندھ میں حضرت حافظ محمد صدیق صاحب بھرچونڈی کی خدمت میں پہنچ گئے وہ اپنے وقت کے جنید ولی اور سید العارفین یعنی اللہ والوں کے سردار تھے ان کے دست مبارک پر صفر ۱۳۰۵ھ کو اسلام کا اظہار کر کے قادری راشدی طریقے پر بیعت کی اس کا اثر یہ ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے رعب میں نہ آتے اسلام کی بود و باش کے طور طریقے طبیعت میں اس طرح رچ گئے جس طرح ایک پیدائشی صحیح مسلمان میں راسخ ہوتے ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شہید سے یہاں لوگ مانوس تھے انہیں یہاں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی، نماز روزہ وغیرہ کا طریق یہاں وہی تھی جو ان کے مرشدوں نے انہیں بتائے ہوئے تھے اس کی پابندی میں کچھ تکلف ہوتا تھا لیکن وہ ناقابل برداشت نہ تھا

آپ کیسے سندھی بنے

ایک دن دوستوں کی مجلس میں مولانا ابو الحسن تاج محمود صاحبؒ امروٹی سید العارفین کے خلیفۂ دوم بھی غالباً تشریف فرما تھے۔ حضرت نے فرمایا "عبید اللہ نے اللہ کے لئے اپنا ماں باپ چھوڑا ہے اب اس کے ماں باپ ہم ہیں" اس مبارک کلمہ کا خاص اثر آپؒ کے دل میں محفوظ رہا اور حضرت کو اپنا دینی باپ سمجھتے رہے اور صرف یہی وجہ تھی کہ آخر سندھ کو اپنا مستقل وطن بنایا۔

علم کی تحصیل کا شوق

تین چار ماہ کی صحبت کے بعد طالب علمی کے لئے جو رخصت ہوئے ....

.... تو حضرت نے آپ کے لئے خاص دعا فرمائی کہ خدا کرے عبید اللہ کا کسی راسخ عالم سے واسطہ پڑے، خدا نے یہ دعا قبول فرمائی، چنانچہ بالآخر اپنے فضل سے حضرت مولانا شیخ الہند ..... مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی خدمت میں پہنچایا۔

بہاولپور میں ورود

بھرچونڈی سے رخصت ہوئے تو وہی عربی مدرسے کا طالب علم ہمراہ تھا پھر باوہ ریاست بہاولپور میں داخل ہوئے کہ شمالی سندھ سے شروع ہو کر ملتان تک دیہات کی مسجدوں میں عربی مدرسے قائم ہیں انہی میں ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھتے رہے اور منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ دین پور متصل خانپور پہنچے۔ جہاں سید العارفین کے خلیفہ اول مولانا ابو السراج غلام محمد رحمۃ اللہ رہتے تھے مولوی عبد القادر رح سے ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھیں۔ حضرت خلیفہ صاحب نے آپ کی والدہ کو خط لکھوایا چنانچہ وہ پہنچ گئیں انہوں نے اپنے بیٹے کو واپس لے جانے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ ایسے اسلام کی انقلابی تعلیم سے ..... متاثر ہو چکے تھے کہ اب کسی غیر انقلابی سوسائٹی میں جانا ناممکن

تھا۔ ماں سے یقیناً محبت تھی لیکن وہ خدا اور اس کے دین کی محبت پر غالب نہ آسکی مجبور کرکے ریل گاڑی میں سوار تو کر لیا لیکن اسلام نے اپنا چنگل دل میں ایسا مارا ہوا تھا کہ چند سٹیشن کے بعد نظر بچا کر گاڑی سے اتر بیٹھے اور واپس لوٹ کر پھر دین پوری خلیفہ کی صحبت جا اختیار کی، ماں کو اگلے سٹیشن پر معلوم ہوا کہ بچہ غائب ہے وہ بھی اتر کر واپس دین پور آگئی بہت مجبور کیا لیکن یہ ثابت قدم رہے نہ لوٹے پہ نہ لوٹے، کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد ضلع مظفر گڑھ کے اسی کوٹلہ رحم شاہ میں چلے گئے، جہاں گھر سے نکل کر پہلی مرتبہ پہنچے تھے۔ وہاں مولوی خدا بخش نامی ایک استاد سے کافیہ ابن حاجب پڑھی

دیوبند کو روانگی

ایک دن ہندوستانی مدرسوں کا جو ذکر چھڑا، تو ایک طالبعلم نے جسے منطق سے خاص دلچسپی تھی، کانپور، رام پور، جونپور کے مدرسوں میں سے کانپور کے مدرسہ کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس کے استاد مولانا احمد حسن کانپوری کے شاگرد تھے۔ آپ اور آپ کے گھر سے واقف لوگ قرب وجوار میں رہتے تھے انہیں معلوم ہوا کہ آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے زادِ سفر مہیا کر دیا، مظفر گڑھ ریلوے اسٹیشن سے سوار ہوئے بشیر شاہ اسٹیشن پر پہنچے تو ایک ہندوستانی نوجوان سے ملاقات ہوئی اس کا دیوبند سے تعلق تھا۔ چنانچہ اس نے مشورہ دیا۔ کہ دیوبند راستہ میں ہے اتر کر اسے بھی دیکھتے جائیں یہ بات پسند آئی۔ سنہ ۱۳۰۶ھ سفر کا مہینہ وہی جمعہ کا مبارک دن تھا کہ سیدھا دیوبند پہنچے۔ مدرسہ میں داخل ہوئے تو طالب علمی کا بوجھ جو دماغ پر تھا کچھ ہلکا ہوا۔

پھر چونکہ سندھ میں آپ کے مرشد سید العارفین حنفی تھے اس نسبت سے آپ پر حنفیت غالب آئی۔ لیکن وہیں ہمسائگی میں اہلحدیث کی ایک جماعت رہتی تھی۔ جو رفع یدین کرتے اور آمین بالجہر کہتے لیکن سید العارفین سے بھی تعلق رکھتے۔ چنانچہ ان کی مسجد میں آتے جاتے خدا کو ایک مانتے تھے۔ شرک سے بیزار تھے بدعت سے بدکتے تھے۔ فقہ حنفی کے ساتھ دوسرے فقہا کی فقہ کو بھی مانتے تھے۔ لیکن صوفیوں کے طریقوں سے دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ چونکہ سید العارفینؒ کی مسجد میں آتے جاتے تھے اس لئے آپ کی بھی ان سے راہ و رسم تھی اس راہ و رسم اور اشتراک کی وجہ یہ تھی کہ مولانا سید اسماعیل شہیدؒ کو وہ بھی تسلیم کرتے تھے اور حضرت سید العارفین کی جماعت بھی مانتی تھی۔ آپ کو بھی تقویۃ الایمان کی وجہ سے مولانا شہیدؒ کے ساتھ شروع ہی سے محبت تھی لہذا مرشد کے طریقے کے مطابق تو حنفی تھے اور مولانا شہیدؒ کے طریقے پر توحید اور اسلام کو سمجھنے والے انقلابی تھے۔ اس لئے وہاں تو حنفی وہابی جھگڑے میں مبتلا ہی نہ ہوئے لیکن دوسرے عام مدرسوں میں مولانا شہیدؒ کے خلاف ایک جماعت ضرور پائی جاتی اور حنفی وہابی کا جھگڑا ہر وقت رہتا، صرف حضرت سید العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت جو نہ الجھتی تھی۔ دیوبند میں یہی کہا جاتا کہ یہ مدرسہ حنفیوں کا ہے۔ چنانچہ آپ کو بھی خوف دامنگیر تھا کہ یہاں بھی مولانا شہید کی کہیں مخالفت نہ ہو لیکن چند ماہ کے بعد ایک طالب علم نے جو مولانا شہید کا نام لیا تو بڑے ادب سے لیا آپ نے جو تفتیش کی تو اس نے بتایا کہ یہ مدرسہ مولانا شہیدؒ ہی کا ہے۔ وہ بھی حنفی تھے۔ جب آپ کو اس امر کا یقین ہوگیا تو دیوبندی ہوگئے جہاں مرشد کی وجہ سے حنفی تھے، وہاں توحید میں مولانا شہید کے پیرو تھے۔ دیوبند میں یہ دونوں چیزیں میسر آگئیں اور اطمینان نصیب ہوا

دیوبند کی تعلیم

پانچ ماہ میں قطبی تک منطق کے رسائل مختلف اساتذہ سے پڑھے ابتداء میں کچھ زیادہ مسرور نہ ہوئے کیونکہ بعض اساتذہ کے پڑھانے کا وہی طریق تھا جو دیوبند سے باہر عربی مدارس کے اساتذہ کا دیکھ چکے تھے اعلےٰ جماعت میں شامل ہونے کے لئے اطراف ملک سے بہترین فاضل نوجوان جو آتے تو درسی کتابیں ختم کرکے آتے۔ یہاں صرف تکمیل کے لئے داخل ہوتے۔ ہر ایک کو کسی نہ کسی خاص استاد سے انس پیدا ہو جاتا۔ اس کے ذریعے تعلیم مکمل کر لیتا۔ مدرسہ کے اوقات کا پوری طرح پابند رہتا آپ کا بھی یہی طریق تھا۔ بعض اساتذہ پوری شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے۔ مدرسہ پر ایک سطحی نگاہ ڈالنے والے کو اساتذہ کے اس فضل و کمال اور ان کی الفت و محبت کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔

مدرسہ کے ناظم اور دفتروں میں کام کرنے والے منشی عموماً اچھے خلق کے ہوتے مولانا رفیع الدینؒ مدیر کے مہتمم تھے مدرسہ کے ہر کام پر ان کی نظر تھی جو طالب علم محنت کرنا چاہتا سہولت کی سب چیزیں، مثلاً اچھا کمرہ، راشن کا انتظام، مطلوبہ کتاب اور لائق استاد اپنے لئے مہیا پاتا۔ روٹی کپڑے

قارئین "خدام الدین" متوجہ ہوں

قارئین کرام نے ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء کے ہفتہ وار خدام الدین کے صفحہ ۸ کالم ۳ میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کیا گیا تھا کہ حضرتؒ جہاں خود قانع اور بے نفس تھے وہاں وہ اپنے رفقاء اور تلامذہ کو بھی قناعت ہی کا سبق سکھاتے تھے ——

"عیاں را چہ بیاں" خط ملاحظہ فرمائیں ——

عزیز القدر مولوی خدا بخش صاحب زید عزکم

(از احقر الانام احمد علی عفی عنہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ — مولوی محمد صابر کی معیت میں حافظ عبد الحمید صاحب کو مسجد اچھرہ میں بچوں کی تعلیم کے لئے بھیج رہا ہوں۔ حافظ صاحب کے ساتھ دو وقت کا کھانا اور مبلغ عشرہ روپیہ مشاہرہ طے ہوا ہے۔ حافظ صاحب چونکہ علاوہ حفظ قرآن کے کوئی دو تین رسائل اردو میں مسائل کے پڑھے ہوئے ہیں — گویا کہ آپ کے مقابلہ میں حافظ صاحب کی دینی معلومات کم ہیں۔ اس لئے مغرب اور عشاء کی نماز آپ ہی پڑھائیں۔ اور صبح کی نماز ان سے پڑھوایا کریں۔ اور کبھی کبھی آپ بھی فجر کی نماز پڑھایا کریں۔ امید ہے۔ کہ حافظ صاحب کو خوش رکھنے کی کوشش کریں گے اور حافظ صاحب سے یہ بھی طے ہوا ہے کہ مسجد میں جو کوئی انہیں کھانا دے جائے۔ تو لے لیں۔ ورنہ کسی جگہ ختم وغیرہ پڑھنے کے لئے ہرگز نہیں جائیں گے۔ فقط

۸ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۷۴ھ　　۳ جنوری سنہ ۱۹۵۵ء

یہ خط نقل مطابق اصل

(پیش کردہ خدا بخش)
(اچھرہ لاہور)

قسط ۵

شرح سورۃ الحشر

از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: غازی خدا بخش و شیخ بشیر احمد بی اے

آیت نمبر ۸ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

آیت نمبر ۹ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

آیت نمبر ۱۰ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

ذوی القربیٰ کی صحیح تفسیر

مذکورہ بالا یہ تینوں آیات ذوی القربیٰ کی صحیح تفسیر ہیں — یعنی رسالت کے قریبی رشتہ دار یہ لوگ ہیں۔ تیسری شق (والذین جاء و من بعد هم) میں قیامت کے مسلمان شامل ہیں الفقراء المہاجرین اور الذین تبوء و الدار والایمان یہ انقلاب کی مرکزی طاقت ہے انہیں کسی اور جگہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار (التوبہ! ۱۰۰) سے تعبیر کیا گیا ہے

انقلاب اور اسلام کا لزوم

اگر یہ ہماری سمجھ صحیح ہے کہ قرآن حکیم ایک انقلابی پروگرام دیتا ہے تو پھر اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں ہے کہ مسلمان کسی زمانے میں بھی انقلاب سے غافل نہیں ہو سکتے اور قرآن کے انقلابی نظریات کو چھوڑنے والے مسلمان قرآن حکیم کے حامل نہیں کہلا سکتے بلکہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانوں کے لیں افتادہ حصے ہی بن سکتے ہیں۔ مگر قرآن حکیم کی تحریک کو آگے چلانے والے لوگوں میں ان لوگوں کا ہرگز شمار نہیں ہو سکتا جبکہ وہ قرآن کے انقلاب کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ اسے چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں

مجددین اور انقلاب

جو لوگ ہر صدی میں نیا انقلابی نظام چلائیں گے وہ اسلامی زبان میں مجددین کہلاتے ہیں الف ثانی کی تجدید ہندوستان میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ سے شروع ہوئی اور امام ولی اللہ نے اسے مکمل کیا، ہند و پاکستان کے لئے یہی ایک نظام ہے جس میں وہ اسلام قائم رکھ سکتا ہے اور جس پر چل کر وہ اپنی حکومت پیدا کر سکتا ہے۔ مگر سیاسی فکر کی کمزوری کی وجہ سے لوگوں نے امام الہند ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا اگرچہ یہ لوگ شاہ صاحب کی علمی تحقیقات کو اول درجے پر مانتے رہے مگر وہ شاہ صاحبؒ کے انقلابی کارناموں پر متنبہ نہیں ہوئے اب اگر ان کو نئے سرے سے تنبہ پیدا کر دیا جائے تو یقین ہے کہ وہ فائدہ حاصل کرنے میں کوتاہ نہیں رہیں گے

مہاجرین کا حصہ فے میں

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ: یہ فی القربیٰ کا پہلا حصہ ہیں یہ قریش کے محتاج لوگ ہیں جنہوں نے تحریک اسلام کی خاطر گھر بار چھوڑا اور عسرت و فقیری قبول کی جو لوگ مکہ معظمہ چھوڑ کر آنا چاہتے تھے اہل مکہ ان کو روپیہ پیسہ ساتھ لے جانے نہیں دیتے تھے۔ مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خالی ہاتھ بھاگنا منظور کیا اس سے وہ محتاج ہو گئے۔ اسلامی انقلاب کی یہ سب سے پہلی مرکزی طاقت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت رسالت ذوی القربیٰ ہیں۔ یہاں ان کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں:-

فضل اور رضوان

(۱) یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً: وہ اللہ کا فضل چاہتے ہیں وہ معمولی ضرورتوں پر اکتفا کرنے پر صبر نہیں کرتے؟ وہ دنیا میں (اور اس نتیجے کے طور پر آخرت میں بھی) بلند مرتبے پر پہنچنا چاہتے ہیں وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں یعنی اللہ کا قانون دنیا میں نافذ کرنے پر مصر ہیں۔ اگر وہ اپنے وطن میں اس قانون کو حاکم نہیں بنا سکتے تو ایسی جگہ کو بھاگ جاتے ہیں جہاں بیٹھ کر وہ یہ کام کر سکتے ہیں مگر رضا ان کی اس میں ہے کہ قانون الٰہی دنیا میں سربلند ہو۔

نصرت

وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ :- وہ اللہ اور رسول کے دیئے ہوئے قانون کی نصرت کو اپنا مقصد حیات بناتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ : یہ سچے لوگ ہیں یہ اپنے ایمان کے مطابق۔۔۔۔ کام کر کے دکھاتے ہیں اس لئے سچے ہیں ایمان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اسے عمل میں لا کر دکھایا جائے۔ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے واسطے نمونہ ہیں۔

— والذین تبوء الدار والایمان ۔۔۔۔ الایہ (وہ لوگ جنہوں نے گھر بنا لیا دارالاسلام میں اور گھر بنا لیا ایمان میں ان سے پہلے ۔۔۔)

دارالاسلام مدینہ منورہ

تبوء الدار: اللہ کے ہاں مدینہ دارالاسلام تھا۔ اس میں یہ صلاحیت تھی کہ مسلمانوں کا مرکز بن کر کام کرے وہ اس زمین پر گھر بنا کر بیٹھ گئے اور پھر انہوں نے دوسرے لوگوں (مہاجرین) کو دعوت دی کہ آ جاؤ۔

محبت مہاجرین کا نتیجہ

یحبون من هاجر الیهم :- جو لوگ اسلامی مرکز کے لئے ان کے ہاں آتے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں ان کو اپنے اموال و املاک میں شریک بناتے ہیں۔

طارق محمود

خلیفہ کی غذا

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے ہاں چند امراء مہمان آئے۔ آپ نے باورچی سے کہہ دیا۔ کہ کھانا دیر سے لانا۔ کھانے کے وقت پر کھانا نہ پاکر انہیں بھوک لگی۔ اور وہ پریشان ہونے لگے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کے چہروں کو بھانپ لیا۔ مگر کھانا لانے میں دیر کی۔ جب بھوک نے انہیں سخت تنگ کیا۔ تو باورچی سے کہا۔ کہ جو حاضر ہے لے آؤ۔ باورچی نے کچھ ستو اور کھجوریں لادیں مہمانوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ بڑے مزے سے کھانے لگے۔ یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے اتنے میں اصل کھانا آگیا۔ جس میں قسم قسم کی لذیذ چیزیں تھیں۔ مگر مہمانوں نے کہا۔ کہ ان کا پیٹ بھر چکا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے اصرار پر تھوڑا سا کھایا اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور بولے کہ ہم ستو اور کھجوریں کھا کر سیر ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ لذیذ کھانے نہیں کھا سکتے اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا "جب یہ سادہ غذا انسان کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے۔ تو لوگ عمدہ غذا کے لئے ناجائز ذرائع کیوں اختیار کرتے ہیں"۔ اس نصیحت کا مہمانوں پر بڑا اچھا اثر ہوا۔ اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

بقیہ یادگار اسلاف

ہیں بعض منشی یوپی کے طلباء کو ترجیح دیتے عمدہ کھانے اور کپڑا پہلے ان کے لئے پھر پنجابی، سندھی اور پشتونوں کے لئے ہوتا یہ ایک عموماً طبعی چیز ہے جس کے لئے شاید اصلاح ناممکن ہو۔ آپ کو کھانے پینے کی تکلیف اس لئے محسوس نہ ہوتی کہ آپ کو ایسے امراء کے گھروں سے کھانا ملتا جو کھلا کر خدا کا شکر کرتے اور کھانے والوں کا احسان جانتے اس لئے منشیوں کی کلفت چنداں محسوس نہ ہوتی۔ آپ بے حجاب کسی کے گھر نہ جاتے ہر گھر کا سلوک آپ سے یوں ہوتا جس طرح پیاری ماں کا ہوتا ہے۔ دیوبند کے شرکاء ہیں مولانا محمد قاسم رح کی تربیت کا خاص نور ملتا جو اپنا سب کچھ مدرسے کے لئے قربان کر دیتے۔

مدرسہ میں ہر سال کے لئے باقاعدہ نصاب تھا۔ لیکن محنت کرکے جلد ترقی کرنے والے طلباء کے لئے اس کی پابندی ضروری نہ تھی۔ آپ نے ایک مشفق مہربان استاد کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ انہیں دو سبق پڑھا دیا کریں۔ انہوں نے مطالعہ کا خاص طریق سکھا دیا زیادہ سے زیادہ ان سے پانچ سبق پڑھے ہوں گے کہ اب محنت کرکے کتابوں کا خود مطالعہ کرنے کے قابل ہو گئے یہ سب ایک سال کی محنت کا نتیجہ تھا۔ یہ بات آپ نے ہندوستان بھر میں غالباً کسی درس گاہ میں نہیں پائی کہ وہ .... کسی محنتی طالب علم کے لئے ایسا سامان اور انتظام میسر ہو۔ کہ وہ اپنی طبعی رفتار سے بے روک ترقی کرتا رہے۔

بقیہ خطبہ جمعہ صـ۶ سے آگے

نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل (علیہ السلام) مجھے ساتھ لے گئے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کہ آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا، اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے! فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں یحیٰی اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحیٰی اور عیسےٰ (علیہما السلام) ان دونوں کو سلام فرمائیے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف (علیہ السلام) کو پایا جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کہ مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ہارون (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی کہا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں اُن کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ ان سے کہا گیا۔ آپ کو کس چیز نے رُلایا۔ فرمانے لگے اس لئے رویا کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا۔ اس کی امت میری امت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا۔ جبرئیلؑ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں ان سے سلام فرمائیے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا۔ پھر کہا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر، دو دریا باطن۔ میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟ فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا۔

اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہی فطرت ہے۔ جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں دربارِ الٰہی سے، لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا۔ روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ تیری امت روزانہ پچاس نماز نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا (تعالیٰ) کی قسم ہے میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائیے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسےٰ (علیہ السلام) کے پاس لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر میں موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا۔ تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور اُن کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا جب میں آگے گزرا۔ ایک منادی نے آواز دی میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔

(بخاری شریف و مسلم شریف)

تحفۂ معراج

برادرانِ اسلام! معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں روزِ روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت مرحومہ کے لئے

بارگاہ باری جل مجدہٗ وعز اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کو قبول کرے اور اس تحفۂ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی امت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہوا ہے اس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے

وعید تارک تحفہ معراج شریف

حضرت جابرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے۔ اس میں کفر کی بو آ جاتی ہے

ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے۔ کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الٹی کھوپڑی

موجودہ زمانہ کے جاہل عجیب الٹی کھوپڑی کے واقع ہوئے ہیں حکم خدا تعالےٰ اور اتباع سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو پرواہ نہیں کرتے اور اپنی خود ساختہ بدعات و ایجادات خوب زور دے کر کرتے ہیں۔ جو روکے اس پر جھٹ وہابی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور بعض کمزور ایمان والے یا جاہل ملا جو شکم پروری کے لئے ان جاہلوں کے امام بنے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ان کے ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ جس سے ان جُہّال کو سند مل جاتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَوَفِّقْنَا لِاِتِّبَاعِ نَبِیِّکَ الْکَرِیْمِ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۝ —

بقیہ: معارف و حقائق ص۸ سے آگے

لیکن یہ تو مجھ سے بھی بڑھ گیا سخاوت میں چنانچہ آپ نے اس حبشی کو باغ سمیت خرید کر آزاد کردیا، اور وہ باغ بھی اس کو دیدیا

پتھر کے آنسو

ایک مرتبہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف جا رہے تھے۔ راستے میں دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی بہ رہا ہے، آپ کو بڑا تعجب ہؤا، اس پتھر نے خدا کے حکم سے عرض کیا، جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کہ آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہوں گے میں برابر رو رہا ہوں۔ چنانچہ اس کے واسطے آپ نے دعا فرمائی اور دعا قبول ہوگئی، دوبارہ پھر آپ کا ادھر کو گذر ہؤا، اس پتھر پر نظر پڑی وہ پھر رو رہا تھا آپ نے سبب دریافت کیا، پتھر نے جواب دیا کہ پہلے میں خوف کی وجہ سے روتا تھا، اور اب خدا کے شکر میں رو رہا ہوں۔

احمد یونانی دواخانہ کا افتتاح

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور و نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کو بعد از نماز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ کے بالمقابل اسلامیہ ہائی سکول کے متصل احمد یونانی دواخانہ کا افتتاح فرمائیں گے۔ اس دواخانہ کا نام حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز کی مناسبت سے احمد دواخانہ تجویز کیا گیا ہے —

مطبوعات

اصلی حنفیت	۳ر	علاوہ محصول ڈاک	۱۳ پیسے
ضرورت قرآن	۳ر	″ ″	۵ر
اسماء الحسنیٰ	۵ر	″ ″	۷ر
مقصد قرآن	۳ر	″ ″	۵ر
استحکام پاکستان	۳ر	″ ″	۵ر
بہشتی اور دوزخی	۲ر	″ ″	۴ر
نجات دارین کا پروگرام	۳ر	″ ″	۵ر

انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

مدنی جنتری

مرتبہ: مختار احمد الحسینی

سائز $\frac{20 \times 30}{16}$

ٹائیٹل دورنگہ — قیمت ۳ر

ناشر۔ مکتبہ اشاعت اسلام گنجپورہ لاہور

زیر تبصرہ جنتری میں مرتب نے خلاف اسلام مواد جمع نہیں کیا۔ اس دور پرفتن میں رواج ہو چکا ہے کہ کوئی جنتری رمل و نجوم اور دیگر فواحش و منکرات کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، پیش نظر جنتری میں خلاف اسلام مواد سے گریز کرتے ہوئے اسلامی بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کے اغراض و مقاصد بھی درج کئے گئے ہیں، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا خصوصی انٹرویو اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلےٰ جمعیۃ علماء اسلام کا پیغام ارکان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے نام بھی شامل اشاعت ہے اس جنتری کے مطالعہ سے نہ صرف جنتری کے فوائد بھی حاصل ہوں گے بلکہ معلومات اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا تعارف اور پروگرام کا بھی پتہ چل سکے گا۔ اس لئے قارئین کو چاہیئے کہ مدنی جنتری کا ضرور مطالعہ فرمائیں فی کاپی ۳ آنے بذریعہ ڈاک چار آنے کے ٹکٹ اور ۱۵ روپے فیصد کے حساب سے مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

عائلی قوانین کے سلسلہ میں

قومی اسمبلی کے معزز ممبروں سے التماس تمام ملک میں یوم احتجاج

میرے معزز نمایندگان قوم

کیا آپ میں سے کوئی ہندو سکھ عیسائی ہے ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ میں سے کوئی مرزائی یا پرویزی ہے ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ قرآن و حدیث کے منکر ہیں ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے جوابدہی سے انکار ہے ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ اپنے ووٹروں اور مسلمانوں سے غداری کو پسند کرتے ہیں ؟ — ہرگز نہیں
کیا آپ نے ووٹروں سے اسلام کی خدمت کا وعدہ کیا تھا ؟ — ضرور
کیا آپ نے پاکستان کے معنی لا الٰہ الا اللہ بتایا تھا ؟ — ضرور
کیا آپ اپنے وطن عزیز میں اسلام کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں ؟ — ضرور
کیا عائلی قوانین اسلام کے خلاف ہیں ؟ — یقیناً
کیا آپ نے حضرت مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی تقریر قومی اسمبلی میں سُنی ؟ — یقیناً
کیا ان کے دلائل برحق ہیں ؟ — یقیناً
کیا مشرقی اور مغربی پاکستان کے تمام ذمہ دار علماء نے ان قوانین کی مخالفت کی ہے ؟ — یقیناً
کیا سندھ، سرحد، پنجاب، بلوچستان کی نمایندہ مغربی پاکستان اسمبلی نے آپ سے یہ درخواست نہیں کی کہ ان قوانین کو منسوخ کرو ؟ — یقیناً
کیا آپ کو پھر قوم کے سامنے جانے کی ضرورت ہوگی ؟ — یقیناً

اگر یہ ساری باتیں صحیح ہیں تو پھر آپ نے تنسیخ عائلی قوانین کے خلاف ووٹ دیکر کیوں خدا تعالےٰ کو ناراض کیا، خدا کے رسول کو ناراض کیا۔ اپنے حلقے کے مسلمانوں کو دُکھ پہنچایا۔

صریح کفر

معزز ممبران و نمایندگان! سن لیجئے جو شخص قرآن و شریعت کے کسی حکم کو غلط قرار دے وہ اسی وقت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی پر طلاق ہو جاتی ہے۔

آپ قائد ایوان عبدالصبور خاں، ڈپٹی سپیکر محمد افضل صاحب چیمہ اور حضرت مفتی محمود صاحب کا شکریہ ادا کریں کہ انہوں نے خود بھی ظاہر کیا اور آپ سے بھی کہلوایا اور منوایا کہ عائلی قوانین اسلام کے خلاف ہیں۔ اس طرح آپ ایک خطرہ سے بچ گئے۔ والحمد للہ

قوم کے بلند پایہ نمایندو!

ہم جانتے ہیں کہ آپ نے اس بل کو کیوں منسوخ کرایا، کیوں اس کے خلاف ووٹ دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مودودی پارٹی کریڈٹ چاہتی تھی۔ اور آپ ان کو کریڈٹ نہیں دینا چاہتے تھے۔ اور اس کشمکش کے دوپاٹوں میں حق پس گیا۔ لیکن ع رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

جمعیۃ علماء اسلام

نہ کریڈٹ چاہتی نہ اس کے پیش نظر کسی کو رسوا کرنا ہے وہ صرف اسلام کے لئے کام کرتی ہے اور اسی لئے وہ ہر اس بات کی تائید کرتی ہے جو حق ہو چاہے کہنے والا کوئی ہو۔ اسی لئے جمعیۃ علماء اسلام نے اس کو نہیں دیکھا کہ بل کس نے پیش کیا اور کیوں پیش کیا اور اسی لئے جمعیۃ علماء اسلام نے اسمبلیوں کے اندر اور باہر پورے زور سے عائلی قوانین کی مخالفت کی۔

معزز ممبران اسمبلی!

آپ کو صرف اسلام کی خاطر بل کی حمایت کرنی چاہیئے تھی۔ اس طرح نہ کرکے آپ لوگوں نے ملک میں اپنے وقار کو دھکا لگایا ہے اور اپنی موجودہ جمہوریت کو بدنام کیا ہے۔

احتجاج

مسلمانوں نے آپ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ وعدہ کے مطابق جلد از جلد علماء کرام کے مشورہ سے ترمیمی بل لاکر مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات دلائیں، ورنہ آپ کو قوم کے سامنے جواب دینا ہوگا، اور اس کے برے نتائج کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔

درخواست

ہم اپنے معزز ممبران قومی اسمبلی کو بتانا چاہتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام نہ اقتدار کی خاطر کام کرتی ہے نہ آپ سے اس کو ذاتی کد ہے۔ وہ اسلام اور صرف اسلام کے نام پر آپ حضرات سے درخواست کرتی اور تمام علماء و عوام کی رائے سے آگاہ کرتی ہے کہ ہم اسلام کے خلاف قوانین کو برداشت نہ کریں گے۔ اس ملک پر رحم کرتے ہوئے اسلام کے مخالف قوانین کو جلد ختم کرکے اسلام کو سر بلند کریں اب اس ملک کو ان نازک حالات میں صرف اسلام پر عمل کرکے بچایا جا سکتا ہے

بنگالی بزرگوں سے درخواست

ہم اپنے بنگالی بھائیوں اور بزرگوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی تاریخی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ڈھاکہ ہی میں عائلی قوانین کو اسلام کے مطابق بنوا کر اپنا فرض ادا کریں بنگالی علماء کرام کے اخلاص و حق پسندی سے ہمیں یقین ہے کہ وہ اس نازک موقعہ میں غفلت نہ کریں گے، ورنہ پھر شریعت میں تحریف و ترمیم کا سلسلہ کون روک سکے گا اس دروازے کو ابھی سے بند کرکے حکومت اور ملک و قوم سب کو بہی خواہی کا حق ادا کریں۔

غلام غوث ہزاروی ناظم اعلےٰ
جمعیۃ علماء اسلام —— مغربی پاکستان - لاہور

معارف و حقائق

از جناب مولانا رشید الدین صاحب، حمیدی

ایک حکیم کا مقولہ

(۱) لالچی آدمی سے زیادہ کوئی دوسرا رنج کو برداشت نہیں کر سکتا۔

(۲) قناعت کرنے والے سے زیادہ کوئی آرام نہیں اٹھا سکتا۔

(۳) حاسد سے زیادہ کوئی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔

(۴) تارک الدنیا سے زیادہ کوئی ہلکا نہیں ہو سکتا

(۵) عالم بے عمل سے زیادہ کوئی شرمندہ نہیں ہو سکتا

میانہ روی

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ میانہ روی کی چال اختیار کرنے والا آدمی کسی کا دست نگر یا پریشان حال نہیں ہو سکتا۔ آدمی کی نجات تین چیزوں میں مضمر ہے۔

(۱) خداوند عالم سے ہر حال میں ڈرتا رہے

(۲) اپنے تمام احوال میں اخراجات کو درمیانی درجہ پر رکھے

(۳) فارغ البالی اور خوشی کے زمانہ میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے (کیمیائے سعادت)

اپنا شعار

پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالو، خلق اللہ پرہیزگار کے پاس خود آتی ہے، اور وہ کبھی بھوکا نہیں رہتا

(حضرت ابو سفیان رح)

دو باتیں

آدمی اگر دو باتیں کو سمجھ لے تو پھر نقصان میں نہیں رہ سکتا۔

(۱) دنیا والے اگر ہزار کوشش کریں کہ جو چیز تمہارے مقدر میں ہے وہ تم کو نہ ملے، تو بھی وہ ضرور تم کو ملے گی اور مل کر رہے گی۔

(۲) ایسے ہی اگر دنیا کے تمام لوگ تمہارے لئے اس چیز کو مہیا کرنا چاہیں جو تمہارے مقدر میں نہیں ہے۔ تو وہ تمہیں نہیں مل سکتی،

لہٰذا آدمی کو مقسوم پر شاکر رہنا چاہیئے، تاکہ اجر و ثواب بھی ملتا رہے۔ ہوا و ہوس کا بندہ دارین میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے (حضرت ابو حازم)

بے نیازی

خلق سے بے نیازی عزت کی دلیل ہے

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

قیدی

اگر تم کسی کے محتاج ہو تو گویا اس کے قیدی ہو اور اگر بے نیاز ہو تو اس کی برابری کر سکتے ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

سخی کی سخاوت مرنے کے بعد

مصر میں ایک محتسب نامی شخص سخی تھا، وہ فقراء و مساکین میں کچھ نہ کچھ تقسیم کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک آدمی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ وہ آدمی اپنی ضروریات کے سلسلے میں محتسب کے پاس آیا، اتفاق سے اس وقت محتسب کے پاس کچھ نہ تھا، چنانچہ وہ اس شخص کو لے کر مالداروں کے پاس گیا مگر ہر جگہ ناکامی ہوئی

پھر محتسب اس شخص کو لے کر ایک قبر پر گیا! اور کہا اے مرنے والے! تو زندگی میں بڑا سخی تھا، یہ شخص آج ضرورت مند ہے اس کی اعانت کر یہ کہہ کر دونوں چلدیئے اور وقتی طور پر محتسب نے اس شخص کو آدھا درہم دے دیا۔

رات کو محتسب نے اس شخص کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ میرے گھر میں چولہے کے قریب پانچ سو روپے دفن ہیں۔ میرے لڑکے سے کہو کہ وہ کھود کر اس حاجت مند کو دے دے چنانچہ صبح کو میں اس لڑکے کے پاس گیا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ اس نے زمین کھود کر وہ رقم نکالی اور میرے حوالے کر دی۔

میں اس کو لے کر اس حاجت مند کے پاس گیا اس نے آدھی رقم اس قرضے میں صرف کی اور آدھی رقم واپس کر دی۔

حضرت ابو سعید خرگوشی رحمۃ اللہ علیہ

دو فرشتے

روایت ہے کہ دو فرشتے اس بات پر مقرر ہیں۔ کہ خرچ کرنے والوں کے مال میں اضافہ کرتے رہیں، اور بخیل کے مال کو کم کرتے رہیں۔

بخیل کی گواہی

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بخیل آدمی کی گواہی قابل قبول نہیں کیونکہ وہ زیادہ معاوضہ لے کر غلط گواہی دے سکتا ہے۔

شیطان کا دوست

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان سے دریافت کیا، کہ تو کس کو دوست رکھتا ہے، شیطان نے کہا کہ زاہد بخیل کو، اس لئے کہ وہ جتنی عبادتیں کرتا ہے وہ سب اس کے بخل کی وجہ سے رائیگاں جاتی ہے۔

پھر فرمایا دشمن کس کو سمجھتا ہے؟ کہنے لگا کہ اس فاسق و فاجر کو جو سخی ہو، کیونکہ انتہائی عیش و تنعم میں زندگی گزارنے کے بعد بھی اللہ میاں اس کی سخاوت کی وجہ سے اس کو بخش دیتا ہے۔ اور اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے۔

ایثار

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں ایک مہمان آیا، رات کا وقت تھا ایک انصاری اس کو اپنے ساتھ لے گئے۔ کھانا ان کے یہاں کچھ کم تھا۔ انہوں نے چراغ گل کر دیا اور کھانا لا کر مہمان کے سامنے رکھ دیا، مہمان کھاتا رہا اور یہ خود اس کے پاس خاموش بیٹھے رہے۔ تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھا لے اور اس کو کھانے کی کمی کا کوئی احساس نہ ہو۔

چنانچہ جب صبح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رات تم نے بہت زیادہ ایثار سے کام لیا .... دیکھو خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ وَ یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ

پہلی، دوسری، تیسری

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک باغ میں پہنچے اس کا محافظ ایک حبشی تھا، آپ نے دیکھا کہ اس کے کھانے کے لئے تین روٹیاں آئی ہیں، وہ کھانے کے لئے بیٹھ رہا تھا کہ ایک کتا اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا، اس نے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈالدی۔ جب کہ کتا وہ روٹی ختم کر چکا تو دوسری ڈال دی! اور اس کے بعد پھر تیسری ڈال دی۔

آپ یہ دیکھ کر بہت متحیر ہوئے اور فرمایا کہ اب تم کیا کھاؤ گے، حبشی کہنے لگا! یہ کتا کہیں سے ادھر کو آنکلا تھا اور یہ بات مجھے پسند نہ آئی کہ میرے پاس سے بھوکا جائے میں آج صبر کر دوں گا!!!

آپ نے فرمایا کہ لوگ مجھے سخی کہتے ہیں

بچوں کا صفحہ

بزرگوں کے فیصلے

مرتبہ محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

حقیقی آبادی

(۱) حضرت ابراہیم ادھم رح ایک مرتبہ جنگل میں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کوتوال مل گیا۔ اس نے آپ سے کہا "آبادی کدھر ہے" آپ نے ایک قبرستان کی طرف اشارہ کرکے کہا "ادھر ہے" کوتوال نے سمجھا کہ مذاق کر رہے ہیں، اس کے ہاتھ میں بید تھا۔ وہ آپ کے سر پہ دے مارا اور پکڑ کر شہر لے آیا۔ لوگ آپ کو دیکھتے ہی آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ کوتوال نے پوچھا "لوگو تم یہاں کیوں جمع ہو گئے ہو" انہوں نے جواب دیا۔ کہ شاید آپ نہیں جانتے۔ جنہیں آپ نے پکڑ رکھا ہے یہ ابراہیم ادھم رح ہیں۔ وہ آپ کا نام سنتے ہی پاؤں پر گر پڑا اور معافی چاہی۔ پھر پوچھا کہ آبادی کا پتہ پوچھنے پر آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیوں کیا تھا؟ فرمایا "قبرستان روز بروز بڑھ رہے ہیں اور شہر ویران ہو رہے ہیں، اس لئے حقیقی آبادی تو قبرستان ہے"۔

یہ کہنے کے بعد آپ دوبارہ عبادت اور ذکر و فکر میں لگ گئے اور انہیں گم شدہ اطمینان اور سکون قلب دوبارہ نصیب ہو گیا۔

عبرت ناک

حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو مصر کا گورنر بنا رکھا تھا۔ ان کے لڑکے نے ایک مصری کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا مصری نے دوڑ جیت لی۔ ابن عمروؓ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور یہ کہہ کر اسے مارنا شروع کر دیا کہ میں عزت والوں کا بیٹا ہوں۔ مصری نے یہ شکایت حضرت عمرؓ کے دربار میں پہنچائی، تحقیق کرنے پر بات درست نکلی آپ نے عمروؓ کو حکم بھیجا کہ حج کے موقعہ پر اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے۔ چنانچہ گورنر مصر اپنے بیٹے کو لے کر آئے تو حضرت عمرؓ نے دُرّہ مصری کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ لو عزت والوں کے بیٹے کو مارو۔

حضرت عمرؓ نے حج کے موقعہ کو اس لئے مناسب سمجھا، کہ سب لوگوں کو عبرت ہو گی۔ چنانچہ مصری نے تمام حاجیوں کے سامنے گورنر کے بیٹے کو دُرّے سے مارا۔ جب اس کا جی بھر گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص سے مخاطب ہو

بھاگ گئے۔ آخر پولیس کی کوشش سے انتالیس ۳۹ ڈاکو گرفتار کر لئے گئے مگر ایک ڈاکو نہ مل سکا۔ خلیفہ نے پولیس کو سخت حکم دیا۔ کہ چالیسویں ڈاکو کو بھی جلد از جلد گرفتار کریں پولیس نے کافی کوشش کی، مگر ڈاکو نہ مل سکا۔ آخر ایک بوڑھا جو عید کا سامان خریدنے بغداد آ رہا تھا۔ پولیس نے گرفتار کر لیا اور چالیسواں ڈاکو ظاہر کرکے جیل بھجوا دیا۔ عید سے ایک دن قبل انتالیس ڈاکو حاضر ضمانت دے کر رہا ہو گئے اور عید کے واسطے اپنے گھر چلے گئے۔ مگر یہ اکیلا بے قصور بوڑھا جیل میں رہ گیا۔ کیونکہ اس کے کسی وارث کو اس کا علم نہ تھا کہ بوڑھا جیل میں ہے۔ آخر کار بوڑھے نے وضو کیا اور سجدے میں گر کر دعا شروع کی "اے خداوند قدوس! میرے کسی وارث کو میرے متعلق علم نہیں۔ صبح عید کا دن ہے۔ گھر میں بچے رو رہے ہونگے۔ میری دعا قبول فرما"

بوڑھے کا سجدہ میں یہ کہنا ہی تھا کہ خلیفہ کو خواب کی حالت میں اشارہ ہوا کہ فلاں بوڑھا جو اس وقت جیل کی کوٹھڑی میں سجدہ میں پڑا رو رہا ہے۔ اس کی ضمانت ہم دیتے ہیں۔ اللہ اللہ! خلیفہ اس خواب سے چونک پڑا۔ اٹھا اور داروغہ کو لے کر جیل کے اندر جا کر دیکھا کہ ایک بوڑھا اندھیری کوٹھڑی میں سجدے کے اندر خدا

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء